ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:10 فروری 1965

شری-لا-شری سبرامنیا دیسیکا گناناسمبندا پاندر اسنادھی

بنام

سٹیٹ آف مدراس ودیگر

[پی بی گجیندر گڈکر، چیف جسٹس،ایم ہدایت اللہ، جے سی شاہ اور ایس ایم سیکری، جسٹسز]

مدراس ہندو مذہبی اور خیراتی انڈومنٹس ایکٹ، 1951، (مدراس ایکٹ 19، سال 1951)، دفعہ 64(4)- حکم چاہے نیم عدالت کے تحت ہو- معقول موقع، اگر ضروری ہو۔

1937 میں جاری ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے مدعا علیہ ریاست مدراس نے ہندو مذہبی انڈومنٹ ایکٹ، 1926 کے باب VI-A کو ترورور کے تھیاگ راج سوامی مندر پر لاگو کیا تھا۔ 1956 میں مذکورہ نوٹیفکیشن کو 30 ستمبر 1956 سے شروع ہونے والے پانچ سال کی مدت کے لئے بڑھا دیا گیا تھا۔ یہ مدراس ہندو مذہبی اور خیراتی انڈومنٹ ایکٹ، 1951 کی دفعہ 64(4) کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کیا گیا تھا۔ اپیل گزار نے ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن میں دفعہ 64(4) کے تحت نوٹیفکیشن کے معاملے کو چیلنج کیا تھا۔ سماعت کے دوران اس بات پر زور دیا گیا کہ مذکورہ نوٹیفکیشن غیر قانونی ہے کیونکہ یہ درخواست گزار کو اس کے خلاف وجہ بتانے کا معقول موقع دیے بغیر جاری کیا گیا تھا۔ ہائی کورٹ نے اس دلیل کو قبول کرتے ہوئے رٹ جاری کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ:(1) مذکورہ درخواست رٹ پٹیشن میں نہیں لی گئی تھی اور (2) جس مدت کے لئے نوٹیفکیشن میں توسیع کی گئی تھی وہ جلد ہی ختم ہونے والی تھی۔ درخواست گزار فٹنس کا سرٹیفکیٹ لے کر سپریم کورٹ آیا تھا۔

درخواست گزار کی جانب سے موقف اختیار کیا گیا کہ ہائی کورٹ نے رٹ جاری نہ کرنے کی جو دو وجوہات بتائی ہیں وہ غلط ہیں۔ دوسری جانب مدعا علیہ ریاست نے دلیل دی کہ دفعہ

64 (4) کے تحت موجودہ نوٹیفکیشن میں توسیع کے لئے کسی نیم عدالتی تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے حالانکہ دفعہ 64(3) کے تحت پہلی بار نوٹیفکیشن جاری کرنے سے پہلے اس طرح کی انکوائری ضروری ہے۔

حکم ہوا کہ :(i) چاہے 64(3) کے تحت نوٹیفکیشن جاری کرنے کے لئے یا دفعہ 64(4) کے تحت موجودہ نوٹیفکیشن میں توسیع کے لئے فیصلہ کرنے کا عمل ایک ہی ہے۔ دونوں صورتوں میں حکومت کو اپنے آپ کو مطمئن کرنا تھا کہ آیا نوٹیفکیشن کے تحت ایگزیکٹو آفیسر کی نگرانی عوامی بھلائی کے لئے ضروری ہے یا نہیں۔ حکومت قانونی اور تسلی بخش طور پر اس سوال پر غور نہیں کر سکتی کہ کیا منسوخی کی درخواست کرنے والے فریق کو سنے بغیر نوٹیفکیشن کو منسوخ کیا جانا چاہیئے۔ اور نہ ہی وہ قانونی اور معقول طور پر ٹرسٹی کو سنے بغیر نوٹیفکیشن میں توسیع کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ پہلے نوٹیفکیشن کے اجراء کے بعد ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں جس سے ٹرسٹی کو یہ دعویٰ کرنے میں مدد ملے گی کہ نوٹیفکیشن کو یا تو منسوخ کیا جانا چاہیئے یا اس میں توسیع نہیں کی جانی چاہیئے۔ دفعہ 64(4) کے تحت جاری کیے جانے والے حکم کی نوعیت اور ٹرسٹی کے حقوق پر اس کے اثرات بالکل اسی حکم سے ملتے جلتے ہیں جو دفعہ 64(3) کے تحت پاس کیے جا سکتے ہیں۔[25 A-E]

لہٰذا ہائی کورٹ کا یہ کہنا درست تھا کہ فطری انصاف کے معاملے کے طور پر مدعا علیہ ریاست پر لازم ہے کہ وہ درخواست گزار کو نوٹس جاری کرے۔[25 E]

جناب رادے شیام کھرے و دیگر بمقابلہ ریاست مدھیہ پردیش و دیگراں۔[1959] 1440S.C.R، ممتاز شدہ۔

(ii) اگرچہ درخواست گزار نے اپنی رٹ پٹیشن میں قدرتی انصاف سے انکار کی درخواست نہیں لی تھی، لیکن اسے جواب میں لیا گیا تھا، اور اس کے بعد مدعا علیہ کو مذکورہ درخواست کا مکمل نوٹس تھا۔ لہٰذا ہائی کورٹ نے رٹ مسترد کرنے کی جو پہلی وجہ بتائی وہ غلط تھی۔[25 G-H]

(iii) ہائی کورٹ نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ اس کا فیصلہ سنانے سے پہلے ایک نیا ایکٹ نافذ ہوا تھا، یعنی مدراس ایکٹ XXII، سال 1959، جس کے تحت متنازعہ نوٹیفکیشن کی مدت میں توسیع کی گئی تھی۔ لہٰذا دوسری وجہ جو ہائی کورٹ کے سامنے اپیل

کنندہ کے حق میں رٹ جاری نہ کرنے کی تھی، کہ فیصلہ سنائے جانے کے بعد یہ نوٹیفکیشن بہت کم عرصے تک نافذ رہے گا، وہ بھی غلط تھا۔[26 C-E]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری560، سال1964.

مدراس ہائی کورٹ کے 11 اگست 1961 کے فیصلے اور حکم کے خلاف رٹ پٹیشن نمبر 295، سال1958 میں اپیل۔

اے وی وشوناتھ شاستری، آر گنپتی ایر کے لیے آر تھیاگ راجن درخواست گزار کی طرف سے۔

جواب دہندگان کے لئے اے رنگنادھم چیٹی اور اے وی رنگم۔

عدالت کا فیصلہ چیف جسٹس گجیندر گڈکرنے سنایا۔

گجیندر گڈکر، چیف جسٹس۔ 4 اگست، 1956 کو مدراس کے گورنر نے مدراس ہندو مذہبی اور خیراتی انڈومنٹس ایکٹ، 1951 (مدراس ایکٹ XIX، سال 1951) کی دفعہ 64 کی ذیلی دفعہ (4) کے تحت انہیں تفویض کردہ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ایک نوٹیفکیشن نمبر 638 جاری کیا، جس میں 25 مئی، 1937 کو تیروورور کے شری تیاگاراج سوامی مندر سے متعلق نوٹیفکیشن نمبر 638 کی ہدایت دی گئی تھی۔ ناگ پٹنم تعلقہ، تنجور ضلع، 30 ستمبر، 1956 سے پانچ سال کی مدت کے لئے جاری رکھا جائے گا۔ اس سے پہلے کا نوٹیفکیشن جو اس طرح جاری رکھا گیا تھا، خود مدعا علیہ ریاست مدراس نے ہندو مذہبی انڈومنٹ ایکٹ، 1926 (مدراس ایکٹ 2) کی دفعہ 65A کی ذیلی دفعہ (5) کی شق (b) کے تحت تفویض کردہ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے جاری کیا تھا۔ سال 1927 میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ زیر بحث مندر اور اس سے منسلک مخصوص عطیات مذکورہ ایکٹ کے باب 6-A کی دفعات کے تابع ہوں گے۔ دوسرے لفظوں میں، تیروورور میں شری تھیاگ راج سوامی کے مندر کو پہلے مدراس ایکٹ کے دائرے میں لانے والے پہلے کے نوٹیفکیشن کو 4 اگست، 1956 کو جاری کردہ نوٹیفکیشن کے ذریعے مزید پانچ سال کے لئے بڑھا دیا گیا ہے۔ درخواست گزار سری سبرامنیا دیسیکا گنانا سمبندہ پن دراسنادھی کی جانب سے مدراس ہائی کورٹ میں دائر ایک رٹ پٹیشن کے ذریعے اس نوٹیفکیشن کے جواز کو چیلنج کیا گیا تھا۔ ہائی کورٹ نے درخواست گزار کی جانب سے اپنے

کیس کی حمایت میں دائر درخواستوں کو مسترد کر دیا ہے کہ مذکورہ نوٹیفکیشن غیر قانونی ہے اور اس کی جانب سے دائر رٹ پٹیشن کو خارج کر دیا گیا ہے۔ یہ اس حکم کے خلاف ہے کہ اپیل کنندہ ہائی کورٹ کی طرف سے منظور کردہ سرٹیفکیٹ لے کر اس عدالت میں آیا ہے۔

فریقین کے درمیان تنازعہ جیسا کہ اسے اپیل میں ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے، واقعی ایک بہت ہی تنگ دائرے میں ہے، لیکن ہمارے فیصلے کے لئے اٹھائے گئے نکات کی تعریف کرنے کے لئے، موجودہ مقدمہ کے پس منظر کو بہت مختصر طور پر بیان کرنا ضروری ہے۔

تھنجاور ضلع کے تیرو ورور قصبے میں، ایک قدیم مندر ہے۔ زیر اجلاس دیوتا شری تیاگ راج سوامی ہیں۔ اس مندر کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ 'موہنی الاؤنس' نامی الاؤنس کے علاوہ کوئی اور جائیداد نہیں ہے جسے اس کی عام دیکھ بھال کے لئے وقف کیا جاسکے۔ تاہم اس مندر کے سلسلے میں مندر میں خصوصی خدمات، اس کی تقریبات اور اہم دیوتا کی تعظیم میں متعدد خیراتی اداروں کے حوالے سے 'کٹلائیس' کے نام سے ایک بڑی تعداد میں مخصوص عطیات دیئے گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس طرح کے 13 کٹلائی ہیں، جن میں راجن کٹلائی، التھورائی کٹلائی، ابیشیکا کٹلائی اور انادنم کٹلائی اہم ہیں۔ ان کٹالیوں کے حوالے سے بڑے بڑے عطیات دیے گئے ہیں۔ درخواست گزار کے مطابق، یہ عطیات ہندوستانی حکمرانوں کی طرف سے دیئے گئے تھے جنھوں نے برطانوی حکمرانی کے قیام سے پہلے تھنجاور پر حکمرانی کی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کٹالیوں میں سے ہر ایک کا انتظام ایک مخصوص ٹرسٹی یا ٹرسٹی کے سپرد ہے۔ راجن کٹلائی کی ٹرسٹی شپ تھنجاور ضلع کے دھرم پورم مٹھ کے سربراہ کے پاس ہے۔ دھرم پورم مٹھ کے پاس خود تھنجاور اور ترونلویلی ضلعوں میں بڑے پیمانے پر زمینیں ہیں۔ اس مٹھ کے سربراہ کو پنڈراسندھی کے نام سے جانا جاتا ہے اور ان کے زیر انتظام تقریبا 27 مندر ہیں۔ اتنے اہم اور بڑے مٹھ کے سربراہ کے فرائض کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے، پنڈراسندھی کے لئے تمام مندروں کی ذاتی طور پر نگرانی کرنا ممکن نہیں ہے، اور اسی وجہ سے، مختلف اداروں کے انتظام کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے ان کی طرف سے نائب مقرر کیے جاتے ہیں۔ تھرورور کے شری تیاگ راج سوامی مندر میں راجن کٹلائی سے منسلک خدمات کے بارے میں، دھرم پورم مٹھ کے سربراہ عام طور پر کٹلائی تھمبیرن کے نام سے مشہور ایک نائب کے ذریعہ کام کرتے ہیں۔

عام طور پر کٹلائی ایک مخصوص وظیفہ ہوتا ہے جس کے سلسلے میں بانی کے لئے اس کے انتظام کے لئے ٹرسٹیوں کی لائن مقرر کرنے کا اختیار ہوتا ہے، اور لہذا، کٹلائی کی کارکردگی کے لئے دی گئی جائیداد کو ٹرسٹی میں منتقل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کی قانونی جائیداد خود دیوتا کے پاس ہوگی۔ اس طرح، کٹلائی ٹرسٹی کا عہدہ عام طور پر ہندو مذہبی انڈومنٹ کے منیجر سے زیادہ نہیں ہوگا۔ تاہم، ایسا لگتا ہے کہ تھرورور کے شری تیاگ راج سوامی مندر سے جڑے کٹلائیوں کو مدراس ہائی کورٹ نے ویتھی گنگا پنڈرا سنادھی بمقابلہ سومسندرا مدلیار (1) میں قدرے مختلف زمرے میں شمار کیا ہے، لیکن اس معاملے کے اس پہلو کو دیکھتے ہوئے ہمیں موجودہ اپیل میں کوئی تشویش نہیں ہے۔ عملی طور پر، ایسا لگتا ہے کہ مندر میں مختلف خدمات کے سلسلے میں جن کے سلسلے میں کٹلائیوں کو تفویض کیا گیا تھا، الاٹ شدہ جائیدادوں کا انتظام الگ الگ ٹرسٹیوں کے پاس ہے اور اس لحاظ سے، الگ الگ کٹالا کا انتظام کرنے والے تمام ٹرسٹیوں کو ایک قسم کی کارپوریشن کہا جاسکتا ہے جس میں مندر کی جائیدادوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس کا ہر رکن جائیداد کی مخصوص اشیاء کا متہم ہوتا ہے جس سے حاصل ہونے والی آمدنی کو ایک مخصوص کٹلائی کی کارکردگی کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

یقیناً، وقت کے مطابق ؛تاہم، یہ عمل ہم آہنگی سے کام نہیں کرتا تھا اور مختلف ٹرسٹیوں کے فرائض کے مابین تال میل غیر اطمینان بخش طور پر کام کرتا تھا، کیونکہ کٹالیوں کی انفرادیت پر زیادہ زور دیا گیا تھا اور اس کی وجہ سے مذکورہ کٹالائیوں کی اصل انتظامیہ میں بے قاعدگیاں پیدا ہوئیں۔ نتیجتاً 1910 ءمیں تنجاور کی ذیلی عدالت میں مندر کے معاملات کے انتظام کے لئے ایک اسکیم کے تصفیے کے لئے ضابطہ اخلاق دیوانی کی دفعہ 92 کے تحت مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق ایک اسکیم طے کی گئی اور جب اس معاملے کو اپیل میں لیا گیا، تو ہائی کورٹ نے مذکورہ اسکیم کی کافی حد تک توثیق کر دی (ذیر گنانا سمبندہ بمقابلہ ویتھی گنگا مدلیار) (1) اسکیم نے اس کے بعد مندر کے انتظام کو کنٹرول کیا۔

ایسا لگتا ہے کہ مذکورہ مندر کے معاملات ایک بار پھر مدراس ہائی کورٹ کے سامنے رام ناتھن چیٹیار بمقابلہ بلائی امل (2) کے معاملے میں غور وخوض کے لئے آئے۔ اس معاملے میں، ہائی کورٹ نے کٹلائی ٹرسٹیوں میں سے ایک کی اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ خدمات کی

کارکردگی سے مشروط، زیر بحث انڈومنٹس کو ان کی ملکیت سمجھا جانا چاہیے۔ اس موقع پر ہائی کورٹ کا موقف یہ تھا کہ تمام کٹلائی مندر کے اجزاء تھے۔ اگرچہ ہر کٹلائیدار ایک الگ ٹرسٹی تھا، لیکن نجی ملکیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

سال 1931 میں، کوڈ کی دفعہ 92 کے تحت ضلع عدالت، مشرقی تھانجاور کی فائل پر پہلے سے تیار کردہ اسکیم میں ترمیم کے لئے ایک اور مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ اسکیم میں کچھ نقائص اصل کام میں دیکھے گئے ہیں، لہذا، کچھ ترامیم کرنا ضروری ہے۔ اس کے مطابق، کچھ ترامیم کی گئیں۔

دریں اثنا، مدراس قانون ساز اسمبلی نے مدراس ہندو مذہبی انڈومنٹ ایکٹ، 1927 منظور کیا۔ اس ایکٹ کا مقصد کچھ ہندو مذہبی عطیات کے مناسب انتظام اور نظم و نسق کا انتظام کرنا تھا۔ اس ایکٹ میں مدراس ہندو مذہبی انڈومنٹ بورڈ کے نام سے ایک قانونی ادارہ کے ذریعہ ان عطیات کی نگرانی پر غور کیا گیا تھا۔ اس نے مندروں کو "سوائے اور غیر مستثنیٰ مندروں" میں تقسیم کیا۔ اس میں مندروں کے انتظام کے لئے ایک اسکیم تیار کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ اس ایکٹ میں مدراس ایکٹ 9، سال 1937 میں ترمیم کی گئی۔ اس ترمیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ باب VI-A کو سال 1927 میں اس ایکٹ میں شامل کیا گیا۔ اس باب کی دفعات میں یہ طے کیا گیا ہے کہ اس کے باوجود کہ مندر، یا مندر سے منسلک مخصوص وقف ایک اسکیم کے تحت چلایا جاتا ہے جو پہلے بورڈ کے ذریعہ تیار کی گئی تھی یا عدالت کے ذریعہ طے کی گئی تھی، اگر بورڈ اس بات سے مطمئن ہو کہ مندر یا وقف کا غلط انتظام کیا جا رہا ہے اور مندر یا انڈومنٹ کی انتظامیہ کے مفاد میں مذکورہ باب کے تحت کارروائی کرنا ضروری ہے، مندر یا انڈومنٹ کو "مطلع" کر سکتا ہے، اور اس طرح کے نوٹیفکیشن کی اشاعت پر، مندر یا انڈومنٹ کا انتظام بورڈ کے کنٹرول میں چلا جائے گا، بھلے ہی اس اسکیم کو پہلے ہی تیار کیا جا چکا ہو۔ نوٹیفائیڈ مندر یا انڈومنٹ کا انتظام سنبھالنے پر بورڈ کو ایک ایگزیکٹو آفیسر مقرر کرنے اور اس کے فرائض کی وضاحت کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ نتیجتاً، اس طرح کے ایگزیکٹو آفیسر ٹرسٹی کو عملی طور پر بے دخل کر دیں گے اور انڈومنٹ بورڈ کے کنٹرول میں کام کریں گے۔ اس نوٹیفکیشن کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پہلے سے موجود اسکیم کو معطل کر دیا جائے گا اور انتظامیہ بورڈ کے ماتحت ہو جائے گی۔

اس ایکٹ کے پاس ہونے کے فوراً بعد، بورڈ کی طرف سے اس مندر کو مطلع کرنے کے مقصد سے کارروائی شروع کی گئی، جس سے ہم موجودہ اپیل میں متعلق ہیں، اور اس سے جڑے کٹالے۔ مختلف کٹلائیوں کے ٹرسٹیوں نے فطری طور پر اس اقدام کی مخالفت کی، لیکن ان کے اعتراضات کو مسترد کر دیا گیا، اور 25 مئی، 1937 کو ایک نوٹیفکیشن جاری کیا گیا۔ اس نوٹیفکیشن کا ہم پہلے ہی حوالہ دے چکے ہیں۔ اس نوٹیفکیشن کی پیروی کرتے ہوئے، بورڈ نے 12 جولائی، 1937 کو ایک ایگزیکٹو آفیسر کا تقرر کیا۔ 30 جولائی، 1937 کو بورڈ نے ایگزیکٹو آفیسر کے اختیارات کی وضاحت کی اور اسے مندر اور اس سے منسلک مختلف کٹلائیوں کا چارج سنبھالنے اور اس کے قبضے میں رہنے کی ہدایت دی۔ اس حکم کے نتیجے میں، ایگزیکٹو آفیسر نے تمام اختیارات کا استعمال کرنا شروع کر دیا اور ایک غیر مستثنیٰ مندر کے ٹرسٹی کے تمام فرائض انجام دینے لگے، اور اس نے متعدد کٹالیوں کے ٹرسٹیوں کے ہاتھوں میں بہت کم اختیارات چھوڑ دیئے۔

دھرم پورم مٹھ کے پنڈر اسنادھی، جو اس وقت راجن کٹلائی کے موروثی ٹرسٹی تھے، نے مدراس ہائی کورٹ میں C.S نمبر 20 سال 1938 قائم کیا تاکہ یہ اعلان کیا جا سکے کہ مذکورہ نوٹیفکیشن غیر قانونی ہے اور مذکورہ نوٹیفکیشن کی تعمیل میں بورڈ کی طرف سے جاری کردہ احکامات کو کالعدم قرار دیا جائے۔ ایسا لگتا ہے کہ مقدمہ شنوائی کی طرف نہیں بڑھا، کیونکہ فریقین نے سمجھوتہ کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ سمجھوتے کے نتیجے میں، نوٹیفکیشن برقرار رکھا گیا تھا، لیکن کٹلائی جائیدادوں کا قبضہ ٹرسٹی کو واپس کر دیا گیا تھا، جسے اس کے زیر کنٹرول عملے کے ذریعہ اس کا انتظام کرنا تھا، اور اسے حساب کتاب رکھنا پڑا۔ مذکورہ ٹرسٹ کے موثر انتظام کی حفاظت کے لئے کچھ دیگر دفعات کی گئیں، اور ایگزیکٹو آفیسر کا مجموعی کنٹرول اور نگرانی برقرار رکھی گئی۔ سمجھوتے کی شقوں میں سے ایک شق (k) واضح طور پر بورڈ کے لیے مخصوص ہے کہ اگر ٹرسٹی مذکورہ شرائط و ضوابط کی جان بوجھ کر خلاف ورزی کرتا ہے یا مذکورہ بالا فرائض کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنے کا مرتکب ہوتا ہے تو بورڈ ٹرسٹی کو نوٹس دیے بغیر اور اسے اپنی بات سننے کا معقول دفاع کا موقع دینے کے بغیر ایسا نہیں کرے گا۔ یہ تصفیہ ڈگری یکم اگست 1940 کو منظور کیا گیا تھا، اور اس کے بعد سے، کٹلائی کا انتظام اس ڈگری کی شرائط کے مطابق چلایا گیا ہے۔

26 جنوری 1950 کو آئین نافذ ہونے کے بعد ہندو مذہبی انڈومنٹ ایکٹ 1927 کو منسوخ کر دیا گیا اور اس کی جگہ 1951 کے ایکٹ XIX کو تبدیل کر دیا گیا۔ یہ مؤخر الذکر قانون 30 ستمبر 1951 کو نافذ ہوا۔ اس ایکٹ کی دفعہ 5 نے پرانے ایکٹ، سال 1927 کو منسوخ کر دیا۔ مندروں اور عطیات کے نوٹیفکیشن سے متعلق باب کو نئے ایکٹ میں باب VI کے طور پر شمار کیا گیا تھا۔ اس نئے ایکٹ کی دفعہ 64 میں مندر یا مذہبی ادارے کے نوٹیفکیشن کا اہتمام کیا گیا تھا، اور ذیلی دفعہ (4) میں کہا گیا ہے کہ اس دفعہ کے تحت شائع ہونے والا ہر نوٹیفکیشن اپنی اشاعت کی تاریخ سے پانچ سال کی مدت کے لئے نافذ العمل رہے گا۔ لیکن حکومت کسی بھی وقت ان کے لئے کی گئی درخواست پر نوٹیفکیشن کو منسوخ کر سکتی ہے۔ اس دفعہ نے اس نئے ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد مذہبی اداروں کے نوٹیفکیشن کا اہتمام کیا تھا۔ دفعہ 103(c) ان معاملوں سے نمٹتی ہے جہاں پچھلے قانون کے تحت نوٹیفکیشن جاری کیے گئے تھے۔ اس دفعہ میں کہا گیا تھا کہ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 65A، ذیلی دفعہ (3) یا ذیلی دفعہ (5) کے تحت شائع ہونے والا نوٹیفکیشن اور نیا ایکٹ شروع ہونے سے فوراً قبل نافذ العمل نوٹیفکیشن دفعہ 64 کے تحت شائع ہونے والا نوٹیفکیشن سمجھا جائے گا اور یہ نئے ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ سے پانچ سال تک نافذ العمل رہے گا۔ (ایکٹ نمبر XIX سال 1951).

1956 میں، ایک اور ترمیمی ایکٹ (نمبر IX، سال 1956) منظور کیا گیا۔ اس ترمیمی ایکٹ کے دفعہ 2 نے دفعہ 64(4) کی جگہ ایک نئی ذیلی دفعہ کی جگہ لے لی۔ اس شق کے تحت اس دفعہ کے تحت شائع ہونے والا یا شائع ہونے والا ہر نوٹیفکیشن پانچ سال کی مدت کے لیے نافذ العمل رہے گا، لیکن اسے کسی بھی وقت منسوخ کیا جا سکتا ہے یا وقتاً فوقتاً مزید مدت یا پانچ سال سے زیادہ مدت کے لیے جاری رکھا جا سکتا ہے۔ نتیجتاً دفعہ 103(c) میں بھی ترمیم کی گئی اور "اور اس ایکٹ کے نفاذ کی تاریخ سے پانچ سال تک نافذ العمل رہیں گے" کے الفاظ کو حذف کر دیا گیا۔ اس ترمیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ نئے ایکٹ کی متعلقہ دفعات کے تحت جاری یا جاری کیا جانے والا نوٹیفکیشن پانچ سال کی مدت کے لئے نافذ العمل رہے گا۔ مذکورہ مدت ختم ہونے سے پہلے ہی اسے منسوخ کیا جا سکتا ہے، یا مذکورہ مدت کے ختم ہونے کے بعد وقتاً فوقتاً اس طرح کی مزید مدت یا مدت کے لئے جاری رکھا جا سکتا ہے جو

حکومت مناسب سمجھے۔ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ مذکورہ نوٹیفکیشن ایکٹ XIX، سال 1951 کی دفعہ 64(4) کے تحت جاری کیا گیا ہے۔ یہ وسیع پیمانے پر کہا گیا ہے، اپیل کنندہ اور مدعاعلیہ ریاست مدراس کے درمیان موجودہ تنازعہ کا پس منظر ہے۔

اپیل کنندہ نے اپنی عرضی کی حمایت میں ہائی کورٹ کے سامنے دو اہم دلیلیں پیش کیں کہ مذکورہ نوٹیفکیشن غیر قانونی ہے۔ یہ دلیل دی گئی تھی کہ دھرم پورم مٹھ کے سربراہ میں راجن کٹلائی کی ٹرسٹی شپ موروثی ہونے کی وجہ سے آئین کے آرٹیکل 19(i)(f) کے تحت جائیداد کا حق ہے، اور چونکہ ایکٹ کی دفعہ 64 مدعاعلیہ ریاست کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ من مانی طریقے سے جائیداد کے اس حق کو چھین لے، اس لیے یہ شق آئینی طور پر غیر قانونی ہے۔ دوسری بنیاد جس پر اپیل کنندہ نے زور دیا وہ یہ تھا کہ یہ نوٹیفکیشن اپیل کنندہ کو یہ بتانے کا موقع دیئے بغیر جاری کیا گیا تھا کہ پہلے کے نوٹیفکیشن میں توسیع کیوں نہ کی جائے، اور اس نے نوٹیفکیشن کو غیر قانونی بنا دیا۔ ہائی کورٹ نے پہلی دلیل کو مسترد کر دیا ہے، اور ہمیں موجودہ اپیل میں ہائی کورٹ کے اس فیصلے پر غور کرنے کے لئے نہیں کہا جاتا ہے، کیوں کہ ہمارے سامنے پیش کیے گئے دلائل بہت محدود بنیاد پر محیط ہیں۔ اپیل کنندہ کی طرف سے اٹھائے گئے دوسرے اعتراض کے سلسلے میں ہائی کورٹ نے اپیل کنندہ کے حق میں پایا ہے کہ دفعہ 64(4) کے تحت کی جانے والی کارروائی نیم عدالتی کارروائی کی نوعیت میں ہے، اور مذکورہ دفعہ کے تحت جو حکم جاری کیا جا سکتا ہے وہ نیم عدالتی حکم ہے۔ اس لیے ہائی کورٹ نے تسلیم کیا کہ ایسا حکم دینے سے پہلے یہ ضروری تھا کہ اپیل کنندہ کو سماعت کا موقع دیا جانا چاہیے تھا، کیونکہ یہ فطری انصاف کا تقاضا ہے۔ لیکن ہائی کورٹ کا خیال تھا کہ اس مخصوص نکتے کو اپیل کنندہ نے اپنی رٹ پٹیشن میں نہیں لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کی اجازت دینے پر آمادہ نہیں تھا۔ ہائی کورٹ نے اس نکتے کو برقرار رکھنے سے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ مذکورہ نوٹیفکیشن جلد ہی 30 ستمبر 1961 کو ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد حکومت کو اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ اس کی تجدید کی جانی چاہئے یا نہیں، اور ہائی کورٹ نے سوچا کہ اس موقع پر، حکومت اس معاملے پر اپنا فیصلہ کرنے سے پہلے اپیل کنندہ کو ضرور سنے گی۔ ہائی کورٹ کا فیصلہ 11 اگست 1961 کو سنایا گیا تھا۔، اور چونکہ ہائی کورٹ نے سوچا کہ مذکورہ حکم اس کے بعد صرف مختصر مدت کے لئے ہی چل سکتا ہے، لہذا مذکورہ حکم

کو اس بنیاد پر منسوخ کرنے کے لئے رٹ جاری کرنے کا کوئی مقصد حاصل نہیں ہو گا کہ اسے منظور کرنے سے پہلے قدرتی انصاف کے اصولوں پر عمل نہیں کیا گیا تھا۔ درخواست گزار کی طرف سے جناب وشوناتھ شاستری نے دلیل دی کہ رٹ جاری کرنے سے انکار کے حق میں ہائی کورٹ کی طرف سے دی گئی دونوں بنیادیں واضح طور پر غلط ہیں، اور ہم مطمئن ہیں کہ مسٹر شاستری صحیح ہیں۔

تاہم، ان بنیادوں پر بات کرنے سے پہلے مدعاعلیہ ریاست کی طرف سے مسٹر راگناتھن چیٹی کی طرف سے پیش کی گئی اس دلیل پر غور کرنا ضروری ہے کہ ہائی کورٹ نے یہ کہنے میں غلطی کی تھی کہ دفعہ 64(4) کے تحت جو حکم جاری کیا گیا ہے وہ ایک نیم عدالتی حکم ہے اور قدرتی انصاف کے اصولوں کی تعمیل کے بعد ہی قانونی طور پر منظور کیا جا سکتا ہے۔ ان کا استدلال ہے کہ اگرچہ دفعہ 63 اور دفعہ 64(1)، (2) اور (3) کے تحت زیر غور کارروائی نیم عدالتی کارروائی ہے، لیکن دفعہ 64(4) کے تحت جو حکم دیا جا سکتا ہے اس کے بارے میں موقف بالکل مختلف ہے۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ دفعہ 64(3) کے تحت کسی ادارے کو مطلع کرنے کا پہلا حکم جاری کرتے وقت قدرتی انصاف کے اصولوں پر عمل کرنا ہو گا۔ درحقیقت اس سلسلے میں واضح اہتمام کیے گئے ہیں، لیکن ان کی دلیل ہے کہ مذکورہ اصولوں کا اطلاق اس صورت میں نہیں ہوتا جب دفعہ 64 (3) کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کو صرف دفعہ 64(4) کے تحت منسوخ یا توسیع دی جائے۔

ایکٹ XIX، سال 1951 کا باب 6 جو دفعہ 63 سے 69 پر مشتمل ہے، مذہبی اداروں کے نوٹیفکیشن سے متعلق ہے۔ دفعہ 63 (1) کے تحت نوٹس جاری کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ کسی مخصوص ادارے کو مطلع کیوں نہیں کیا جانا چاہیے۔ ذیلی دفعہ (2) کے تحت مذکورہ نوٹس میں مجوزہ کارروائی کی وجوہات بیان کی جائیں گی اور نوٹس کے اجراء کی تاریخ سے ایک ماہ سے کم نہ ہونے کی وجہ بیان کی جائے گی۔ ذیلی دفعہ (3) ٹرسٹی کی طرف سے اعتراضات دائر کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ اور ذیلی دفعہ (4) کا تقاضا ہے کہ اس طرح کے اعتراضات تحریری طور پر ہوں گے اور مقررہ مدت سے پہلے کمشنر تک پہنچیں گے۔ نوٹس جاری کرنے اور ٹرسٹی کی جانب سے اعتراضات داخل کرنے کا اہتمام کرنے کے بعد دفعہ 64 اگر کوئی اعتراضات ہیں تو ان پر غور کرنے اور ادارے کے

نوٹیفکیشن سے متعلق ہے۔ دفعہ 64 (2) کے تحت کمشنر کی جانب سے تحقیقات کی ضرورت ہوتی ہے جس میں اعتراضات کی صداقت کا جائزہ لیا جائے گا۔ دفعہ 64 (3) کمشنر کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ حکومت کو ایک اطلاع پیش کرے کہ اس کی رائے میں ادارے کو مطلع کیا جانا چاہئے۔اس کے بعد حکومت اس بارے میں نوٹیفکیشن جاری کر سکتی ہے۔ لہٰذا یہ واضح ہے کہ نوٹیفکیشن جاری کرنے سے پہلے انکوائری ہونی چاہیے اور ٹرسٹی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس طرح کے نوٹیفکیشن کے اجراء کے خلاف اپنے اعتراضات پیش کرے۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کارروائی نیم عدالتی ہے اور اگر دفعہ 63 اور دفعہ 64(1) اور (2) کی شقوں کی تعمیل کیے بغیر دفعہ 64(3) کے تحت نوٹیفکیشن جاری کیا جاتا ہے تو یہ غیر قانونی ہو گا۔

تاہم مسٹر چیٹی کا کہنا ہے کہ دفعہ 64(4) کے تحت پوزیشن بالکل مختلف ہے۔ ہم پہلے ہی اس شق کا حوالہ دے چکے ہیں۔ مسٹر چیٹی کے مطابق، یہ فیصلہ کہ آیا نوٹیفکیشن کو پانچ سال کی مدت ختم ہونے سے پہلے منسوخ کر دیا جائے، یا وقتاً فوقتاً جاری رکھا جائے، خالصتاً انتظامی فیصلہ ہے۔ حکومت کے پاس پہلے ہی سوال کا فیصلہ کرنے کے مقصد سے متعلقہ مواد موجود ہے۔ یہ مواد ابتدائی نوٹیفکیشن جاری ہونے سے پہلے سیکشن 64(2) کے تحت کمشنر کے ذریعہ کی جانے والی جانچ کے وقت حکومت کے سامنے رکھا گیا ہے، اور حکومت کو بعد کے مواقع پر صرف اس بات پر غور کرنا ہے کہ آیا مذکورہ نوٹیفکیشن کو منسوخ کیا جانا چاہئے یا جاری رکھا جانا چاہئے۔اس طرح کے فیصلے کو مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے اور اسے نیم عدالتی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس طرح مسٹر چیٹی مذکورہ نوٹیفکیشن کے جواز کی حمایت کرتے ہیں، حالانکہ یہ درخواست گزار کو نوٹس دیے بغیر جاری کیا گیا ہے۔

اس دلیل کی حمایت میں انہوں نے عدالت کے فیصلے راد شیام کھرے و دیگراں بمقابلہ ریاست مدھیہ پردیش و دیگراں ([1]) پر بھروسہ کیا ہے۔اس معاملے میں بیرار میونسپلٹیز ایکٹ، 1922 کی ذیلی دفعہ 53A اور 57 ضابطہ دیوانی ان کے دائرہ کار اور اثر میں مادی طور پر مختلف ہیں، اور یہ کہ دونوں متعلقہ دفعات کے تحت جاری کیے جانے والے احکامات کی نوعیت ایک جیسی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عدالت نے پایا کہ دفعہ 53A کے تحت کارروائی کرتے وقت ریاستی حکومت کو عدالتی طور پر کارروائی کرنے کی ضرورت

تھی، لیکن دفعہ 57 کے بارے میں اس کو سچ نہیں کہا جا سکتا۔ ہم نہیں دیکھتے کہ یہ فیصلہ مسٹر چیٹی کی اس دلیل کی حمایت میں کسی طرح کی مدد کر سکتا ہے کہ دفعہ 64(4) دفعہ 64(3) سے مکمل طور پر مختلف ہے۔ یہ واضح ہے کہ جس طرح دفعہ 64(3) کے تحت کام کرتے ہوئے حکومت کو آخر کار اس بات پر غور کرنا پڑتا ہے کہ آیا نوٹیفکیشن کے اجراء کے لئے کوئی مقدمہ بنایا گیا ہے، اسی طرح دفعہ 64(4) کے تحت کارروائی کرتے ہوئے، حکومت کو اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ آیا نوٹیفکیشن کو منسوخ کرنے یا اس میں توسیع کے لئے کوئی مقدمہ بنایا گیا ہے۔ اور ہر موقع پر، جہاں دفعہ 64(4) کے تحت فیصلہ لینا ہوتا ہے، فیصلے تک پہنچنے کا عمل بالکل اسی طرح کا ہوتا ہے جیسے دفعہ 64(3) کے تحت فیصلے تک پہنچنے کا عمل ہوتا ہے۔ انڈومنٹ کے انتظام کے حوالے سے تمام متعلقہ حقائق کو مدنظر رکھا جائے اور ہر موقع پر اس سوال پر غور کیا جائے گا کہ آیا نوٹیفکیشن کے تحت ایگزیکٹو آفیسر کی نگرانی عوامی مفاد میں ضروری ہے یا نہیں۔ یہ دیکھنا مشکل ہے کہ حکومت اس سوال پر قانونی اور اطمینان بخش طریقے سے کیسے غور کر سکتی ہے کہ آیا نوٹیفکیشن کو منسوخ کیا جانا چاہئے، جب تک کہ وہ پارٹی کی جانب سے اس طرح کی منسوخی کی مانگ کو نہیں سنتا۔ اسی طرح یہ سمجھنا بھی مشکل ہے کہ حکومت قانونی اور معقول طریقے سے نوٹیفکیشن میں توسیع کا فیصلہ کیسے کر سکتی ہے، جب تک کہ وہ ٹرسٹی کو یہ بتانے کا موقع نہ دے کہ اسے جاری کیوں نہ رکھا جائے۔ پہلے نوٹیفکیشن کے اجراء کے بعد پیدا ہونے والے کئی حالات کا تصور کیا جا سکتا ہے اور جو ٹرسٹی کو یہ دعوی کرنے میں مدد ملے گی کہ نوٹیفکیشن کو یا تو منسوخ کیا جانا چاہئے یا اس میں توسیع نہیں کی جانی چاہئے۔ دفعہ 64(4) کے تحت جاری کیے جانے والے حکم کی نوعیت اور ٹرسٹی کے حقوق پر اس کے اثرات بالکل اسی حکم سے ملتے جلتے ہیں جو دفعہ 64(3) کے تحت پاس کیے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ ہائی کورٹ کا یہ کہنا درست تھا کہ مدعا علیہ ریاست پر یہ لازم ہے کہ وہ مذکورہ نوٹیفکیشن جاری ہونے سے پہلے درخواست گزار کو نوٹس دے۔

یہ ہمیں اس سوال پر غور کرنے کی طرف لے جاتا ہے کہ آیا ہائی کورٹ نے اس فیصلے کی حمایت میں جو دو وجوہات پیش کی ہیں وہ درست ہیں یا نہیں۔ پہلی وجہ، جیسا کہ ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں، یہ ہے کہ ہائی کورٹ نے سوچا کہ درخواست گزار نے اپنی رٹ پٹیشن

میں نہیں اٹھایا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تکنیکی طور پر اس لحاظ سے درست ہے کہ درخواست گزار کی جانب سے اپنی عرضی کی حمایت میں دائر پہلے حلف نامہ میں اس درخواست کا ذکر نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اپیل کنندہ کی جانب سے دائر کیے گئے جوابی بیان میں یہ درخواست واضح طور پر لی گئی ہے۔ مسٹر چیٹی کے ذریعہ اس سے اختلاف نہیں ہے، اور لہذا، جب اس معاملے پر ہائی کورٹ میں بحث کی گئی تھی، تو مدعاعلیہان کو اس حقیقت کا پورا نوٹس تھا کہ اپیل کنندہ نے جس بنیاد پر متنازعہ حکم کی صداقت کو چیلنج کیا تھا وہ یہ تھا کہ اسے وجہ بتانے کا موقع نہیں دیا گیا تھا کہ مذکورہ نوٹیفکیشن کیوں جاری نہیں کیا جانا چاہئے۔ لہٰذا ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ ہائی کورٹ نے یہ ماننے میں غلطی کی تھی کہ ہائی کورٹ کے سامنے اس معاملے پر بحث سے پہلے درخواست گزار نے کسی بھی مرحلے پر یہ بنیاد نہیں لی تھی۔

ہائی کورٹ کی طرف سے دی گئی دوسری وجہ واضح طور پر غلط معلوم ہوتی ہے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ مذکورہ حکم 30 ستمبر 1961 کو ختم ہو جائے گا، ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا ہے کہ اس نے اپنا فیصلہ سنانے سے پہلے ایک نیا ایکٹ نافذ کر دیا تھا (مدراس ایکٹ XXII، سال 1959)۔ یہ ایکٹ جنوری 1 سال 1960 میں نافذ العمل میں آیا۔ اس ایکٹ کی دفعہ 72(7) میں کہا گیا ہے کہ اس ایکٹ کے آغاز سے قبل ایکٹ XIX کی دفعہ 64 کی ذیلی دفعہ (1) یا ذیلی دفعہ (3) کے تحت شائع ہونے والا کوئی بھی نوٹیفکیشن اتنا ہی درست ہوگا جیسے اس ایکٹ کے تحت ایسا نوٹیفکیشن شائع کیا گیا ہو۔ اس دفعہ میں بعد میں ایکٹ XL، سال 1961 کے ذریعہ ایک بار پھر ترمیم کی گئی ہے، اور ترمیم شدہ شق کو یکم جنوری، 1960 سے نافذ کیا گیا ہے۔ ہم اس اپیل میں ان ترامیم کے اثرات پر غور کرنے کی تجویز نہیں رکھتے ہیں، کیونکہ ہمارے مقصد کے لئے یہ بتانا کافی ہے کہ اس کے بعد کے ایکٹ کے نتیجے میں جو پہلے ہی ہائی کورٹ نے اپنا فیصلہ سنایا تھا، یہ واضح ہے کہ مذکورہ نوٹیفکیشن خود بخود 30 ستمبر 1961 کو ختم نہیں ہو گا۔ یہ موقف مسٹر چیٹی کے ذریعہ متنازع نہیں ہے اور واضح معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ ہائی کورٹ کی جانب سے اپیل کنندہ کے حق میں رٹ جاری نہ کرنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ فیصلہ سنائے جانے کے بعد یہ نوٹیفکیشن بہت کم عرصے تک نافذ العمل رہے گا۔ اور درخواست گزار کو وجہ بتانے کا

موقع ملنے کے بغیر یہ نوٹیفکیشن جاری رہے گا کہ اسے عمل میں کیوں نہیں رہنا چاہیے۔ لہٰذا ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ ہائی کورٹ کو درخواست گزار کی جانب سے مذکورہ نوٹیفکیشن کو منسوخ کرتے ہوئے مناسب رٹ جاری کرنے کی درخواست منظور کرنی چاہیے تھی۔ حالانکہ مذکورہ نوٹیفکیشن 1956 میں پانچ سال کے لئے جاری کیا گیا ہے، لیکن اس کی مدت کو قانونی طور پر بڑھا دیا جاتا ہے، اور اپیل کنندہ جس واحد طریقے سے یہ بتا سکے گا کہ اس کے کٹلائی کے سلسلے میں مذکورہ نوٹیفکیشن میں توسیع کیوں نہیں کی جانی چاہئے ، وہ مذکورہ نوٹیفکیشن کو منسوخ کرنا ہے۔

نتیجے میں، ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں، ہائی کورٹ کے ذریعہ جاری کردہ حکم کو کالعدم کرتے ہیں، اور ہدایت دیتے ہیں کہ مدعاعلیہ ریاست کی طرف سے 4 اگست، 1956 کو جاری کردہ نوٹیفکیشن کو منسوخ کرنے کے لئے ایک مناسب رٹ یا حکم جاری کیا جائے۔ اپیلینٹ پورے معاملے میں خرچے کے مستحق ہے۔

اپیل کی اجازت ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and integrity of this document